جدید ذرائع ابلاغ

آخری قسط

جدید الیکٹرانک میڈیا کا دینی مقاصد کے لئے استعمال اور اس کا شرعی جائزہ

مولانا ڈاکٹر سید نعیم بخاری

مدرس جامعہ عثمانیہ بنوں

ذیلی عنوانات

نمبر شمار	ذیلی عنوانات	نمبر شمار	ذیلی عنوانات
(۱)	جدید الیکٹرانک میڈیا کا دینی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کا شرعی جائزہ	(۲)	ٹی وی برائے ذرائع ابلاغ
(۳)	ٹی وی برائے تعلیم وتربیت ومعلومات	(۴)	ٹی وی برائے ذرائع تجارت
(۵)	ٹی وی پروگراموں کے آثرات ونتائج۔	(۶)	چند اہم دینی مدارس کے فتوے
(۷)	دعوتی مقاصد کے تحت ٹی.وی اسٹیشن قائم کرنا	(۸)	تصویر کا حکم
(۹)	کیمرہ کی تصویر کا حکم	(۱۰)	ٹی وی میں آنے والی تصاویر کا حکم
(۱۱)	ٹی وی کے متعلق احقر کی رائے	(۱۲)	کیسٹ تیار کرنے کا حکم
(۱۳)	انٹرنیٹ اور دعوت وتبلیغ	(۱۴)	انٹرنیٹ کا دعوتی مقاصد کیلئے استعمال

جدید الیکٹرانک میڈیا کا دینی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کا شرعی جائزہ:

اس میں کوئی شک نہیں کہ آرٹ وفن کے نام پر بے حیائی اور حیوانیت کا ننگا ناچ ہو رہا ہے۔آج اگر کسی سے یہ سوال کیا جائے کہ آج فلموں میں خواتین کو جس انداز سے پیش کیا جا رہا ہے، کیا آپ پسند فرمائیں گے کہ آرٹ کے نام پر آپ کی بہن، بیوی، یا بیٹی کو ہیروئن کی طرح نیم عریاں حالت میں غیر مرد کی بانہوں میں بوسہ بازی میں مصروف ٹی وی کے اسکرین پر دکھایا جائے یقیناً وہ یہی جواب دے گا کہ میں پسند نہیں کروں گا۔اپنے آپ پر آنچ آتا دیکھ کر آرٹ وفن کے تمام شیدائی بغلیں جھانکنا شروع کر دیتے ہیں گنتی کے چند کیچڑ اور گندگی میں کیڑوں کی مانند رہنے والوں کو چھوڑ کر سارے آرٹ وفن کے شیدائیوں کا فن سے محبت کا پر فریب نعرہ اس مقام پر ریت کے تودے کی طرح ڈھل جاتا ہے۔حقیقت تو یہ ہے کہ اس معاملے میں ہر کوئی دوہرا پیمانہ رکھتا ہے، حالانکہ حق یہ ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرے وہی دوسروں کے لئے بھی پسند کرے۔چنانچہ معاشرے میں آج مختلف قسم کی بے شمار اخلاقی برائیاں فلموں کی شکل میں

فروغ پارہی ہیں۔

مختلف پرچوں واخباروں میں آج کل ٹی وی مخالف مضامین نظر آنے لگے ہیں۔ایک نئی ٹی وی تہذیب کا رونا رویا جارہا ہے، بینائی پرٹی وی دیکھنے کے بری اثرات سے باخبر کیا جارہا ہے۔اور بھی دیگر خرابیاں بیان کی جارہی ہیں،لیکن یہ آوازیں اتنی ہلکی اور پست ہیں کہ ٹی وی کے دھماکہ خیزحسن ودل کشی کے سامنے نقار خانے میں طوطی کی آواز سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ ٹی وی کو مثبت انداز میں بھی اپنایا جارہا ہے۔تبلیغ دین کے لئے بھی اس کا استعمال ہورہا ہے۔مثلاً دینی موضوع پر بنی سی ڈیاں آج کل موجود ہیں۔جن میں علمائے اسلام اور نصرانیوں کے (خاخام) علماء کے درمیان مناظرے میں اسلام کی حقانیت کو پراثر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔لیکن ان میں بھی کیمرہ متعدد بار شریک جلسہ خواتین کے چہرے پر مرکوز نظر آتا ہے، جو بلاضرورت ہے۔یہاں تک کہ اس محفل میں موجود نیم عریاں خواتین کو بھی اسکرین کی زینت بنادیا جاتا ہے۔حج کے مناظر پر مبنی ایک ڈاکومینٹری فلم دیکھنے کا اتفاق ہوا،اس میں بھی نوجوان خواتین کے چہروں کو باربار نمایاں کیا گیا ہے۔یہ سب غیر شرعی افعال ہیں۔ان کو اتفاقیہ نہیں کہا جاسکتا، بلکہ اس قسم کی فلم تیار کرنے والوں کی ایسی مجبوری ہے،جس میں وہ اپنے آپ کو الگ نہیں کر پارہے ہیں اور غیر ارادی طور پر اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔فن اور آرٹ کے جراثیم یہاں بھی ان کا پیچھا نہیں چھوڑ رہے ہیں۔

فلموں کی حیاسوز کرشمہ سازیوں کا سلسلہ یہیں پر ختم نہیں ہوجاتا ہے، بلکہ اب تو بالغوں کے لئے خاص طور پر فلمیں بنائی جارہی ہیں،جن میں خواتین کے جسم پر جودھجیاں باقی تھیں انہیں بھی نوچ کر پھینکا جارہا ہے۔حیوانیت وشہوانیت کا شیطان بام عروج پر پہنچ کر بلو فلم (ننگی فلم) کی شکل میں قہقہہ لگارہا ہے۔ان فلموں میں بنت حوا کو مادرزاد برہنہ کرکے زناکاری کے مناظر پیش کئے جارہے ہیں۔یہ فلمیں رازداری کے ساتھ سینما ہالوں، کالج، یونیورسٹی کے ہوسٹلوں، پرائیوٹ لاجوں اور .موں میں منظم طریقے سے دکھائی جارہی ہیں۔ وی۔سی۔آر وی۔سی۔پی کے ذریعہ گھروں میں پہنچ کرٹی۔وی اسکرین کی زینت بن رہی ہیں۔حالانکہ ٹی وی کے دلدادہ میں ایسے شرفاء بھی بہت ہیں جو اس قسم کی فلموں کو لعنت سمجھتے ہیں،لیکن ان کے بڑی تعداد میں نوجوان بچے، جو اسکول وکالجوں میں زیر تعلیم ہیں، اس لعنت میں بری طرح گرفتار ہورہے ہیں۔اور والدین سے چھپ کر گھروں میں اس سے لطف اندوز ہورہے ہیں اور اپنے اخلاق و آخرت کو برباد کررہے ہیں۔اخبارات ورسائل کے مطابق نوجوان نسل کی بڑی تعداد اس لعنت میں ملوث ہوچکی ہے۔نتیجتاً زناکاری، لڑکیوں کا اغوا کرلینا اور ریپ کی وارداتوں میں تیزی سے اضافہ ہورہا ہے۔اگر اس سیلاب کو نہیں روکا گیا تو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا ہوگا۔ٹی وی کے عاشقوں کو اس کا جواب سوچنا چاہئے۔کہ

اقوام عالم میں بہت ساری قومیں قبل بھی ایسی لعنت میں گرفتار ہو چکی ہیں، اور فنا کے گھاٹ اتر چکی ہیں۔قرآن ایسی قوموں کی بھی تاریخ بیان کرتا ہے۔حضرت لوط علیہ السلام کی قوم میں ہم جنسی کا قبیح فعل سماجی شعار بن گیا تھا۔یہ قوم اللہ کے عذاب سے دوچار ہو کر فنا ہوگئی۔آج اس قماش کی فلموں میں اس مکروہ فعل کو بھی زندہ کیا جارہا ہے۔نتیجے کے طور پر اس غیر فطری عمل کا شیطان رقص کرتا ہوا مرد اور مرد کے درمیان اور عورت اور عورت کے درمیان شادی کو رواج دے کر اللہ کے فرماں بردار بندوں کا منہ چڑھا رہا ہے۔

تفریح کے زمرے میں اسپورٹس کے مناظر بھی ٹی وی میں پیش ہوتے ہیں۔آج کل تقریباً تمام کھیلوں میں خواتین بھی مردوں کے دوش بدوش حصہ لیتی ہیں۔کھیل کے دوران تماشائیوں کی بھیڑ میں جہاں کہیں خوب صورت خواتین ہوتی ہیں، کیمرہ ان کو ڈھونڈ نکالتا ہے اور آرٹ وفن کی اہم شرط پوری کر دیتا ہے۔نتیجتاً تشنہ نگاہوں کی سیرابی ہو جاتی ہے۔اگر خواتین خود ہی کھیل رہی ہوں تو کیا کہنا، کرکٹ، فٹ بال، ہاکی ٹینس، کھوکھو، تیراکی، جمناسٹک، بیڈمنٹن، کبڈی، و دیگر کھیلوں میں خواتین کا ہوشربا لباس، ان کے بھاگنے دوڑنے، گرنے، اچھلنے اور تھرکنے کا مسحور کن انداز ان اہل دل سے پوچھئے جو ٹی وی سیویلائزیشن کے دلدادہ ہیں۔

مختصر یہ کہ تفریح کے نام پر ٹی وی کے پروگراموں میں وہی کچھ پیش کیا جاتا ہے، جس سے ہر ایک مومن مرد اور مومنہ عورت کو نظر بچانے کا حکم دیا گیا ہے۔

ٹی۔وی برائے ذرائع ابلاغ:

موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ کے بے شمار وسائل ہیں۔مثلاً اخبارات، پرچے، رسائل، ریڈیو وغیرہ، لیکن ان میں ٹی وی کو سربلندی حاصل ہے۔اس معاملے میں تین خصوصیات ٹی وی کو حاصل ہیں:

(۱) خبروں اور حالات حاضرہ سے باخبر کرنے والی ذات کی موجودگی۔

(۲) ملکی وغیرہ ملکی حالات کی خبریں۔

(۳) اہم خبروں، حادثات و دیگر حالات کی متحرک تصاویر۔

ان تینوں کی تثلیث سے ایسی سحر انگیز فضا بنتی ہے کہ وقتی طور پر اپنا وجود گم ہوتا محسوس ہوتا ہے۔خبر پڑھ کر سنانے والے آرٹسٹ کا انداز منفرد ہوتا ہے، جو خبریں سناتا ہی نہیں ہے بلکہ اہم خبروں، واقعات و حالات کی زندہ تصاویر پیش کر کے حق الیقین کو عین الیقین میں تبدیل کر دیتا ہے۔ان خبروں کی ٹیلی کاسٹ کا حسن اس وقت دوبالا ہو جاتا ہے جب نیوز ریڈر کوئی خاتون ہوتی ہے، جو پلکوں کو اٹھا کر اور گرا کر مترنم آواز میں خبریں سناتے ہوئے نہ صرف حالات حاضرہ کے نشیب و فراز سے واقف کراتی ہے، بلکہ اپنی دل کشی اور حسن کے جلووں سے فضا کو رومان انگیز بنا کر فنکاری کا حق ادا کر دیتی ہے۔خبروں، حادثوں، واقعات، تقاریر، تقریبات اور اسپورٹس وغیرہ کی ٹیلی کاسٹ کے دوران کیمرہ مین اپنے کیمرہ کو صنف نازک پر مرکوز کرنا فرض

وواجب سمجھتا ہے۔غرض کہ ذرائع ابلاغ سے متعلق تمام ٹیلی کاسٹ میں خواتین کو ترجیح دی جاتی ہے اور نگاہوں کی سیرابی کا عمدہ انتظام ہوتا ہے۔

ٹی۔وی برائے تعلیم وتربیت ومعلومات:

ٹی۔وی کے تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی جملہ پروگرام بھی ان مذکورہ گندگیوں سے خالی نہیں ہوتے ہیں۔اگر استاد مرد ہیں تو طلبہ کی حیثیت سے خواتین ولڑکیاں جلوہ گر ہوتی ہیں، جن کو یکے بعد دیگرے پردے پر پیش کر کے علم میں اضافہ کرنے سے زیادہ تشنہ نگاہوں کی سیرابی کا انتظام ہوتا ہے، چاہے کسی فن وتکنیک کی تربیت دی جارہی ہو یا یوگا کا عملی نمونہ پیش کیا جارہا ہو، خواتین تمام تر رعنائیوں کے ساتھ اپنے فن کا جادو جگاتی ہیں۔کسی کو ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ تعلیم و تربیت اور معلومات کی کتنی ضرورت ہے، یہ وہ جانے یا اس کی نگاہ اور اس کا دل جانے۔

ٹی وی برائے ذرائع تجارت:

ٹی۔وی تجارت کا انتہائی کامیاب اور طاقت ور میڈیا بن کر ابھرا ہے۔اس کے جملہ پروگراموں کے درمیان وقفے وقفے پر مختلف اشیاء کے بے شمار اشتہارات پیش کئے جاتے ہیں، جو دراصل محکمہ ٹی وی کی آمدنی کا مستقل ذریعہ ہیں۔یہ اشتہارات اتنے گندے اور فحش ہوتے ہیں کہ خود اخبارات ورسائل میں آئے دن ان کے خلاف احتجاج چھپتے رہتے ہیں۔مختلف کمپنیاں وکارخانے اپنی مصنوعات کی تشہیر کے لئے خواتین کا بے دردی سے استحصال کررہی ہیں۔اس دوڑ میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے میں اپنی تجوریوں کے منہ کھول کر بنت حوا کو جس طرح پامال کر رہے ہیں اس کے نمونے دیکھ کر ٹی وی کے عادی حضرات بھی تھوڑی دیر کے لئے ٹی وی بند کر دیتے ہیں۔عام طور پر ان اشتہارات میں خوب صورت لڑکیاں (ماڈل گرلس) انتہائی اوچھے اور گھٹیا درجے کے حرکات وسکنات کے ذریعہ مختلف اشیاء کی خرید وفروخت کی تحریک کرتی ہیں۔ملک کے بڑے ریلوے اسٹیشنوں پر ٹی وی کے کلوز سرکٹ کے ذریعہ مسلسل اشتہارات کی بھرمار رہتی ہے، جن میں بے حیائی اور عریانی کے ریکارڈ مستقل بنتے اور ٹوٹتے رہتے ہیں۔

ٹی وی پروگراموں کے اثرات ونتائج:

ٹی وی کے جملہ پروگراموں کے ذریعہ جو اثرات ونتائج مرتب ہو رہے ہیں وہ ہر لحاظ سے اس لائق ہیں کہ اس پر حقیقت پسندی اور ٹھنڈے دل ودماغ سے غور کیا جائے۔ایک جدید ٹی وی سویلائزیشن کے طلوع ہونے کی خطرناکی کو تو آرٹ وفن کے دلدادہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔اس نئی تہذیب کی بنیاد ہی نفس پرستی اور شہوت پرستی پر قائم ہے جس سے بے حیائی اور فاحشات کا دور دورہ ہو رہا ہے۔ہماری زندگی کا معیار قرآنی احکامات اور اسوہ نبوی نہ ہو کر نئی تہذیب کے داعی اور ان کا مکروہ عمل ہو گیا ہے۔معیار زندگی کا اسٹائل، وضع قطع، رہن سہن، آرائش وزیبائش لباس، طرز تکلم، انداز گفتگو، معاملات، تعلقات، غرض کہ

زندگی کے تقریباً تمام گوشوں میں سینما وٹی وی سیریلوں کی چھاپ نظر آتی ہے۔ اسلام جس تشخص کا تقاضہ کرتا ہے وہ ناپید ہوتا جارہا ہے۔ داڑھی، ٹوپی اور عمامہ جیسی سنتیں جن کا تعلق شناخت سے ہے، نہ صرف متروک ہورہی ہیں بلکہ فرسودہ وغیر مہذب سمجھی جارہی ہیں۔ یہ مسئلہ اس لئے اہم ہے کہ مسلمان اپنی شناخت چھوڑ کر غیروں سے مماثلت پر اتر آیا ہے، جس کے بارے میں حدیث میں وعید آئی ہے:

''ہر شخص کا حشر اس قوم کے ساتھ ہوگا جس میں وہ نظر آئے گا۔'' (۳۱)

مسلم خواتین کی بے حجابی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ ان کا لباس ستر کی شرائط پوری نہیں کررہا ہے۔ غیر مردوں کیساتھ اختلاط میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، نئے نئے فیشنوں پر فضول خرچیاں ہورہی ہیں۔ آخرت کی فکر اور ثواب وگناہ سے بے توجہی بڑھتی جارہی ہے۔ قلوب زنگ آلود ہورہے ہیں۔ الغرض ہر قسم کی خرابیاں جو ایمان وعمل کے منافی ہیں پیدا ہورہی ہیں۔

برادران وطن نے اپنے خود ساختہ پیروں فقیروں کے ساتھ جس پست جاہلیت کا معاملہ کیا ہے اسی طرز پر یہود ونصاریٰ نے بھی انبیائے کرام کی بے حرمتی کی ہے۔ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کو سینما کے پردے پر پیش کر کے گھٹیا ذہنیت کا مظاہرہ کیا ہے۔ جب مسلمان بھی اس مکروہ فعل میں شامل ہوئے تو انہوں نے بھی یہود ونصاریٰ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایک فلم حضور پاک ﷺ کے کردار کو اسکرین پر پیش کر کے عالم اسلام کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ زبردست عالمی احتجاج کے بعد حضور ﷺ کے کردار کو تو فلم سے نکال دیا گیا، لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ کے کردار کو مسلمان آج اسکرین کے پردے پر دیکھ رہا ہے۔ حتی کہ صحابیہؓ کے کردار بھی اسکرین کی زینت بن رہے ہیں۔ ان متبرک نفوس کے کردار کو بدکار اور فاحشہ اداکارہ نبھا رہی ہیں۔ اس نوع کے جرم عظیم کے مرتکب ہونے اور اس کے نتائج کے متعلق سوچنے اور غور کرنے کی صلاحیت لگتا ہے مسلمانوں کے اندر مفقود ہوگئی ہے، حال ہی میں ٹی وی نے مختلف انبیاء کرام کے کردار پر مبنی ایک سیریل فلم بنانے کا اعلان کیا ہے۔ حیرت وافسوس کا مقام ہے کہ ہم کس مقام پر پہنچ گئے ہیں؟ بت پرستی کا دروازہ نئے انداز میں کھل گیا ہے، اولیاء اللہ کی تصاویر قبل سے ہی کچھ گھروں میں ٹانگ کر رکھی جارہی ہیں، بہت جلد انبیاء کرام کی تصاویر بھی مسلمانوں کے گھروں کی زینت بننے والی ہیں۔

بچوں کی نشو ونما پر ٹی وی پروگراموں کے پڑنے والے اثرات دل ہلا دینے والے ہیں۔ قبل از بلوغت بچے شہوانیت اور حیوانیت کی دلدل میں گر رہے ہیں۔ نوجوان بچے اسکول وکالج میں پہنچ کر اپنے آپ کو شیطانی قوتوں سے گھیر پاتے ہیں۔ اول سینما اور ٹی وی کے پروگرام جو شہوانی محبت اور حیوانی جذبات کو نہ صرف بھڑکاتے ہیں بلکہ اس کی جانب بڑھنے کا عملی سبق بھی دیتے ہیں۔

ٹی وی وسینما کے چلن سے جو فاحشات ومنکرات کا دور دورہ نظر آتا ہے، اس کے متعلق احادیث میں پیشین گوئیاں بھی ملتی ہیں قرب قیامت کے فتنوں سے متعلق احادیث، مثلاً خواتین کا بے حیا ہو جانا، کپڑا پہن کر بھی ننگا رہنا، لونڈیوں کا اپنے آقا کو جننا، بکریاں چرانے والوں کا بڑی بڑی عمارتیں بنوانا، خواتین کا اونٹ کے کوہان جیسا جوڑا باندھنا وغیرہ، عملی طور پر حقیقت نظر آرہی ہیں، اس سلسلے میں ایک پیشین گوئی کا اطلاق صدفی صد ٹی وی پر ہوتا ہے۔

''ایک وقت آئے گا کہ ہر گھر سے ناچ اور گانے کی آواز آئے گی۔'' اس گئے گزرے دور میں مسلمانوں کے اندر عمومی طور پر طوائفوں اور رقاصاؤں کو گھروں میں بلا کر رقص وسرور کی محفلیں جمانے کا رواج نہیں پڑا ہے، لیکن پھر بھی ہر گھر سے ناچ اور گانے کی صدائیں مسلسل آرہی ہیں۔ ٹی وی تقریباً تمام گھروں میں موجود ہے، جس سے ٹیلی کاسٹ ہونے والے تفریحی پروگراموں کے تحت دنیا بھر کے تمام رقص ونغموں کی صدائیں گھروں سے بلند ہورہی ہیں۔ گنتی کے چند گھر ہی اس سے مستثنی نظر آئیں گے۔ انتہائی عبرت کا مقام ہے کہ حضورﷺ نے اپنی امت کو اس قسم کے فتنوں سے خبردار کرتے ہوئے سینکڑوں سال قبل اس کی پیشین گوئی فرمادی تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ امت کا جو طبقہ ایسے زمانے کو پائے تو اس سے دامن بچا کر اپنے ایمان اور اعمال کو سلامت رکھ سکے اور اللہ کی نافرمانی سے محفوظ رہے۔ اس قدر واضح اور کھلی ہوئی تنبیہ کے باوجود ٹی وی اور اس کے فحش، ایمان سوز پروگراموں کو مسلمان گھرانے نہ صرف گھر کی زینت بنائے ہوئے ہیں، بلکہ اس کی ہدایت کار میں داد تفریح دے رہے ہیں۔

ایسے بہت سے گھرانے ہیں، جہاں نماز کی پابندی ہوتی رہی ہے اور نیکیوں کا ماحول رہا ہے۔ ٹی وی کے اثرات کو سمجھتے ہوئے، گھروں میں اس کے دخول کے خلاف رہے ہیں، لیکن دوسرے افرادِ خانہ خصوصاً نوجوان بچوں کی ضد پر جب ٹی وی ان کے گھروں میں داخل ہوا تو شروع میں بزرگوں نے اس سے کلیۃً اجتناب کیا، لیکن آہستہ آہستہ خبریں سننے کے نام پر یہ حضرات بھی ملوث ہوئے، نتیجتاً آج ان کی جماعتیں چھوٹ رہی ہیں، نمازیں قضا ہورہی ہیں۔ جن اوقات میں یہ ذکر واذکار میں مشغول ہوا کرتے تھے وہ اوقات اب ٹی وی کی نذر ہورہے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی خرابیاں پیدا ہونا شروع ہوچکی ہیں۔ ایسے نمونے بہت سے خاندانوں میں دیکھے جارہے ہیں۔

جناب شمیم احمد صاحب لکھتے ہیں:

> ٹی وی کے جواز کے سلسلے میں ایک بات یہ کہی جاتی ہے کہ ہم ٹی وی رکھیں گے لیکن
> اس پر تفریحی پروگرام، فلم، سیریل ناچ گانے نہیں دیکھیں گے، بلکہ صرف خبریں

سنیں گے اور تعلیمی وتربیتی پروگرام دیکھیں گے۔ ان حضرات کو معلوم ہونا چاہئے ہوں کہ جن پروگراموں کو آپ دیکھنے کی بات کر رہے ہیں، ان میں نسبتاً کم، لیکن تمام خرابیاں موجود ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے لیکن اگر یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے تو سوال یہ ہے کیا کسی کے علم میں کوئی ایسا گھر ہے جہاں ٹی وی کے پروگرام آپ کے اصول کے مطابق دیکھے جاتے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب زبانی جمع خرچ ہے۔ ایک بھی گھر عملی طور پر ایسا نہیں ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ گھر کا کوئی فرد ایسا خیال رکھتا ہو اور عملی طور پر کاربند بھی ہو، لیکن اس کے غائبانے میں دوسرے افراد خصوصاً نوجوان نسل اس کا صدفی صد استعمال کرتی ہے۔(۳۲)

مذکورہ بالا جملہ خطرناک نتائج کے علاوہ ایک انتہائی سنگین مسئلہ جوامتِ مسلمہ کو درپیش ہے وہ یہ کہ فوٹوگرافی، سینما اور ٹی وی سے پیدا شدہ جملہ خرابیوں، فاحشات ومنکرات کا احساس تک نہیں ہے۔ جب تک کسی فعل کے غلط اور ناجائز ہونے کا احساس وعلم نہیں ہوتا ہے، اس وقت تک اس کو ترک کرنے یا توبہ کرنے کا خیال بھی نہیں ہوتا ہے۔ ٹی وی کے خرافات میں مسلسل مبتلا رہتے ہوئے اس کے منکرات اور فاحشات میں مسلمان اس درجہ غرق ہو چکے ہیں کہ قلوب سیاہ ہوتے جارہے ہیں۔

ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ نقطہ اس کے قلب پر لگ جاتا ہے۔ اگر بندہ توبہ کر لیتا ہے تو یہ نقطہ دھل جاتا ہے، ورنہ باقی رہتا ہے، اس طرح گناہوں کی کثرت سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے، پھر کوئی خیر کی بات اس میں نہیں اترتی۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی برصغیر ہندو پاک کے دارالافتاؤں کے لئے جب کبھی کوئی استفتاء لیا جاتا ہے، تو عدم جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔

چند اہم دینی مدارس کے فتوے:۔

سب سے پہلے پاکستان کے مشہور دارالافتاء دارالعلوم کراچی سے کیئے گئیے سوالات اور اس کے جوابات نقل کئے جاتے ہیں۔

سوال:۔ٹیلیویژن کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ فی نفسہ حرام ہے یا حرام لغیرہ ہے۔
جبکہ واضح رہے کہ فی زمانہ (رائج الوقت ٹی وی اسٹیشن کی نشریات سے ہٹ کر)
ٹی وی اسکرین کی مباح ومفید استعمال کا مشاہدہ ہے۔

فی زمانہ ٹی وی گھروں میں رکھنا، دیکھنا ازروئے شرع کیا حکم رکھتا ہے، جبکہ کچھ مفید ملکی وغیر ملکی معلومات بھی ہوتی ہیں۔ نیز اگر اس بناء پر منع ہے اور گناہ ہے کہ مردوں کے منظر عورتیں دیکھتی ہیں اور اجنبیہ عورتوں، لڑکیوں کے مناظر دیکھتے ہیں تو اخبارات وجرائد ورسائل گھروں میں لگانا، باقاعدگی سے پڑھنا، گھر میں رکھنا کیسے جائز ہے؟

ان میں بھی تو مرد وعورت کی مزین تصاویر ودیگر تصاویر جاندار کی بھرمار ہوتی ہے اور یہ سب دیکھتے ہیں۔ حالانکہ تصاویر تو ساکن ہیں اور ٹی وی اسکرین والا تو براہ راست مناظر یا محفوظ شدہ مناظر چلتے پھرتے ہیں؟ یعنی ٹی وی اسکرین پر متحرک مناظر ہیں؟

(۳) رائج الوقت ٹی وی نشریات میں علماء صاحبان، ائمہ مشائخ، مفتی صاحبان، نعت خوان، ثناء خواں بھی شامل ہیں۔ قرآن کریم وحدیث شریف کا درس ہوتا ہے، تشریحات وتفاسیر بیان کرتے ہیں۔ دین کی فہم سکھاتے ہیں، بچوں، بڑوں کو تجوید وحروف کی صحیح ادائیگی کے طریقے سکھاتے ہیں۔ اذان کہتے ہیں، اسلامی نظام کے نفاذ کے متعلق حکام یا عوام تک تجاویز اور آراء پہنچاتے ہیں۔ ضروری انٹرویو کے ذریعے اپنا نظریہ عوام کو سناتے ہیں تو ازروئے شرع مستقل یا کبھی کبھی علماء، قراء اور مشائخ صاحبان کا اس آلہ ٹی وی پر آنا (خواہ براہ راست نشریات میں خواہ منظر پہلے سے محفوظ کر کے) جائز ہے یا ناجائز۔ واضح ہو کہ یہاں ان آنے والے صاحبان کے بالعموم دو نظریئے ضروری ہیں (۱) جب گھر گھر ٹی وی آچکا ہے تو دین کی اشاعت کا بھی بہترین ذریعہ ہے۔ (۲) ہم اس پر آکر عوام، حکام اور دیگر علماء کرام کو ٹی وی کے حلال اور پاکیزہ استعمال کا طریقہ بتلارہے ہیں ورنہ صرف فحاشی کا غلبہ رہے گا وغیرہ۔ کیا ان نظریات سے ٹی وی پر آنا علماء کو جائز ہے۔ سائل افضال احمد ملیر کالونی کراچی (۱)

جوابات بالترتیب ملاحظہ ہو:۔

ٹیلی ویژن کے بعض پروگرام حرام لعینہ اور بعض پروگرام حرام لغیرہ ہیں لہذا ٹیلی ویژن کے ہر قسم کے پروگرام سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

تفصیل یہ ہے: ٹیلی ویژن پر جو پروگرام نشر ہوتے ہیں وہ تین طرح کے ہوتے ہیں۔

(۱) واقعات کی مصور فلم دکھائی جاتی ہے۔

(۲) براہ راست پروگرام دکھائے جاتے ہیں۔ (یعنی مصور فلم نہیں ہوتی)

(۳) واقعات کی غیر مصور فلم ریکارڈ کی جاتی ہے۔ جس میں آواز کے ساتھ کچھ غیر مرئی نقوش بھی ٹیپ ہو جاتے ہیں اور پھر حسب موقعہ سے اسے چلاتے ہیں جس میں آواز کے ساتھ تصویر بھی آتی ہے اس میں پہلی صورت کے حرام لعینہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ البتہ آخری دو صورتیں حرام لعینہ تو نہیں کیونکہ آخری دو صورتوں میں ان کو تصویر کہنے میں تامل ہے۔

البتہ دوسرے منکرات وفواحش کی وجہ سے حرام لغیرہ ضرور ہے۔

نیز ٹیلی ویژن کے پروگرام کے متعلق ہر وقت، ہر جگہ، ہر شخص کو یہ کس طرح یقین ہوگا کہ یہ پروگرام کی مصور فلم ہے یا براہ راست ہے۔ اور جب حلال اور حرام میں شبہ ہو جائے تو ترجیح حرمت کو ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ گانا، ساز وسارنگی اور فواحشات اس کا جزو لاینفک ہے۔ لہذا مجموعی مفاسد کی وجہ سے اسے دیکھنا، دکھلانا حرام اور ناجائز ہے۔ تفصیل کے لئے تقبیح الفلم ،تصویر کے شرعی احکام وغیرہ کتب ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

اسی طرح ٹیلیویژن کا گھر میں رکھنا خواہ جائز معلومات عامہ حاصل کرنے کے لئے بھی ہو تو ناجائز ہے. اثمهما اكبر من نفعهما، جہاں تک اخبارات کی تصویر کا معاملہ ہے۔ اس میں بھی محض تصویر کا دیکھنا جائز نہیں۔ البتہ مضمون کے مطالعہ کے دوران اگر اتفاقی طور پر کچھ نظر پڑ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

اگر ٹیلیویژن پر کچھ خطباء، قراء وغیرہ آتے ہیں تو بھی یہ درست نہیں۔ دین کی اشاعت وتبلیغ کے لئے اس کے علاوہ جائز راستہ بھی ہوسکتا ہے۔ چہ جائیکہ اپنے کوبھی صریح منکر میں مبتلا کیا جائے۔ نیز ان حضرات کے ٹیلیویژن پر آنے سے فاسق وفاجر لوگوں کو بھی حجت ملتی ہے۔

لہذا اس قسم کی تاویلات فاسدہ کے ذریعے عوام کو حلال قرار دینے کی کوشش کرنا درست نہیں۔ (۴۳)

الجواب صحیح — واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد زبیر خان شمسی صاحب

ایک اور تفصیلی فتویٰ درج کیا جاتا ہے، تاکہ اس بحث پر تفصیلی جواب آجائے:

۱۔ کیا ٹی وی فی نفسہ ایک مفید شے ہے؟ ۲۔ ٹی وی سے تعمیری اور تحقیقی کام لیا جاسکتا ہے؟ ۳۔ خبر نامہ یا کوئی تعلیمی یا دینی پروگرام دیکھا جاسکتا ہے؟ ۴۔ مردوں کو ٹی وی پر عورتوں اور عورتوں کو مردوں کے دیکھنے کا گناہ ہوگا؟ ۵۔ قرأت اور قرآن سے متعلق معلوماتی پروگرام میزبان مرد یا عورت ہو مرد وزن دیکھ سکتے ہیں؟ ۶۔ کیا ٹی وی کا گھر میں رکھنا جائز ہے؟ ۷۔ ٹی وی کے کاروبار کا کیا حکم ہے؟ ۸۔ اگر فی نفسہ ٹی وی جائز اور مفید ہے تو کیا ایسی کوئی صورت ممکن ہے کہ اس کے پروگرامز میں ایسی تبدیلیاں لائی جاسکتی ہیں جس سے اس کے منکرات کماحقہ دور ہوجائیں اور مرد اور عورتوں کیلئے ٹی وی دیکھنا مباح ہوجائے۔ ۹۔ علماء حرمین مطلق ٹیلیویژن کے جواز وعدم کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ ۱۰۔ مستعمل کیمرے سے حاصل کردہ تصاویر شرعاً ممنوع تصویر کی قسم سے ہیں؟ ۱۱۔ V.C.R. کے ذریعے ٹی وی پروگرام دیکھنے کا کیا حکم ہے۔ تصویر ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

سوالات کے جوابات سے پہلے کچھ تفصیل سمجھ لیں۔

ٹی وی فی نفسہ ایک آلہ ہے، جس کا جائز وناجائز دونوں طرح کا استعمال ہوسکتا ہے۔ جیسے ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈر وغیرہ، لہذا محض ایک آلہ ہونے کی حیثیت سے اس کو مطلقاً ناجائز نہیں کہا جائے گا۔ بلکہ اس کا جائز استعمال جائز اور ناجائز استعمال ناجائز ہوگا۔

موجودہ حالات میں گوکہ ٹی وی کا کچھ جائز استعمال بھی شروع ہوا ہے اور اس کو ذی روح کی تصویر اور دیگر مفاسد کے بغیر استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً ہوائی اڈوں اور اسٹیشنوں پر مختلف اعلانات اور فلائٹوں اور ریلوں کے اوقات کا بتلانا یا کمپیوٹر پر جانداروں کی تصاویر سے خالی پروگرام پر کام کرنا وغیرہ۔ لیکن فی الحال اس کا غالب استعمال منکرات وفواحش پر مشتمل ہے۔ اس لئے سدالذرائع ٹی وی کے متعلق عدم جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے کہ اس کا گھر میں رکھنا اور استعمال سب ناجائز ہے۔ اس بناء پر ٹی وی پروگراموں سے متعلق یہ تفصیل کہ بعض پروگرام براہ راست پیش کئے جاتے ہیں یا ویڈیو کیسٹ کے ذریعہ نشر ہوتے ہیں اور بعض فلم کی صورت میں ہوتے ہیں۔ پھر ٹی وی سیٹ پر اس فلم کو بڑا کر کے پیش کیا جاتا ہے، پھر ان پروگراموں میں جائز وناجائز کی تفصیل یہ ساری بحث محض علمی اور نظریاتی طور پر ہے۔ عملی طور پر جیسا کہ عرض کیا گیا، ٹی وی موجودہ حالات میں بے شمار محرمات ومنکرات اور اخلاقی، معاشرتی برائیوں پر مشتمل ہے۔ اس لئے اگر کوئی پروگرام تصویر کے زمرے سے خارج بھی ہوجائے اور فی نفسہ جائز بھی قرار پائے تو بھی اس کو دیکھنے کے لئے ٹی وی گھر پر رکھنے کی اجازت نہ ہوگی، اس لئے کہ اس جائز پروگرام کے آگے پیچھے عموماً ناجائز پروگرام ہوتے ہیں، اور یہ بات عملاً ممکن نہیں کہ آگے پیچھے کے ناجائز پروگرام سے نظر بچا کر صرف جائز پروگرام دیکھا جائے۔ نیز گھر کا کوئی فرد صرف جائز پروگرام ہی دیکھے تو عموماً عام افراد اتنی حد پر قائم نہیں رہتے۔ بلکہ ناجائز پروگراموں کے دیکھنے میں مبتلا ہو ہی جاتے ہیں۔ مزید یہ کہ جزوی طور پر کسی پروگرام کے فی نفسہ جائز ہونے سے ٹی وی کا مجموعی حکم تبدیل نہیں ہوگا تاوقتیکہ اس کی وہ تمام برائیاں دور نہ ہوں، جن کی وجہ

سے اس کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

اس تمہید کے بعد نمبر وار سوالات کے جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

ا۔ٹی وی فی نفسہ ایک مفید ایجاد ہے، جس سے بہت سے مفید کام لئے جاسکتے ہیں اور بعض جائز مفید کاموں میں اس کا استعمال بھی ہو رہا ہے۔ جیسا کہ تمہید میں ذکر ہوا، لیکن صرف مفید ایجاد ہونے اور اس کے ذریعے تحقیقی وتعمیری کام ممکن ہونے کی وجہ سے اس کو ان معاملات کی وجہ سے جو اوپر بیان ہوئے مطلقاً جائز نہیں کہا جاسکتا اور اس کے مضر و ناجائز پہلو کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ۳۔ ٹی وی پر تعلیمی یا دینی پروگرام دیکھنے کی بھی اجازت نہیں۔ اس لئے کہ عام ٹی وی پر عملاً تقریباً یہ ناممکن ہے کہ آگے پیچھے کے ناجائز پروگراموں کو چھوڑ کر صرف جائز پروگرام دیکھا جائے اور مزید یہ کہ اس کے نتیجے میں ٹی وی کے ناجائز پروگراموں کے دیکھنے کی بھی حوصلہ افزائی ہوگی۔ جہاں یہ خرابیاں لازم نہ آتی ہوں وہاں اجازت ہے۔

۴۔ٹی وی پر مردوں کو عورتوں اور عورتوں کو مردوں کے دیکھنے کا وہی حکم ہے جو ٹی وی کے باہر ہے۔ ۵۔ اس کا جواب نمبر۳ میں آ گیا۔ ۶۔ حالاتِ موجودہ میں ٹی وی کا گھر میں رکھنا بھی ناجائز ہے۔ اس لئے کہ محض گھر میں ہونے سے بھی ہزار پابندیاں لگانے کے باوجود افراد خانہ مبتلا ہو ہی جاتے ہیں، چنگاری کو معمولی سمجھ کر گھر میں چھوڑ دینا نادانی ہے۔ ۷۔ ٹی وی کی خرید وفروخت کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ جس شخص کے بارے میں ظن غالب ہو کہ اس کو ناجائز کاموں میں استعمال کرے گا تو اس کو فروخت کرنا جائز نہیں۔ اور جس شخص کے بارے میں اس بات کا ظن غالب نہ ہو اس کو فروخت کرنے کی گنجائش ہے۔ اگر مذکورہ بالا تفصیل (فرق) کو ملحوظ رکھے بغیر ہر خریدار کو فروخت کیا جائے تو یہ کاروبار جائز نہیں ہوگا۔ ۸۔ براہ راست اور ویڈیو کیسٹ کے ذریعہ پیش کئے جانے والے پروگراموں کے متعلق حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی کی رائے یہ ہے کہ یہ تصویر کے زمرے میں

داخل نہیں، لیکن چونکہ اس سلسلے میں ان بزرگوں کا دیگر علماء کرام سے مشورہ نہیں ہوا ہے اس لئے یہ رائے حتمی نہیں ہے اور نہ ہی اس پر فتویٰ ہے۔ البتہ اگر یہ معاملہ طے پا جائے اور مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں تصویر کے نہ ہونے پر اتفاق ہو جائے تو ٹی وی بڑے پیمانے پر تعلیمی، تحقیقی کاموں میں استعمال ہو سکتا ہے۔ مثلاً طلبہ کے لئے معلوماتی ویڈیو کیسٹیں اور براہ راست نشر ہونے والے دینی و معلوماتی پروگرام، اسی طرح علماء کے مواعظ و تقاریر کے کیسٹ، سائنسی تحقیقات پر مشتمل کیسٹیں، اہم اجلاسوں کا براہ راست نشریات کی ویڈیو کیسٹیں، کلوز سرکٹ ٹی وی وغیرہ وغیرہ مختلف صورتوں میں ٹی وی کا استعمال ہو سکے گا۔ اور اگر براہ راست اور ویڈیو کیسٹ کے ذریعہ پیش ہونے والے پروگرام تصویر ہی کے زمرے میں داخل رہیں تو بھی ٹی وی کا محدود پیمانے پر تحقیقی و تعمیری کاموں میں استعمال ممکن ہے۔ مثلاً ایسے پروگراموں اور کیسٹوں کے ذریعے جن میں کسی جاندار کی تصویر نہ ہو، البتہ یہ بات پیش نظر رہے کہ موجودہ حالات میں عام ٹی وی کے جو پروگرام ہیں وہ بہر حال ناجائز ہیں۔ اگر جزوی طور پر فی نفسہ کوئی پروگرام جائز بھی ہو تب بھی اس کا دیکھنا جائز نہیں۔ جیسا کہ تفصیل کے ساتھ تمہید میں عرض کیا گیا۔ ۹۔ علماء حرمین ٹی وی سے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان سے ہی دریافت کیا جا سکتا ہے۔ ۱۰۔ اگر مستعبل کیمرے سے مراد عام تصویر اتارنے والا کیمرہ ہے تو اس کے ذریعہ حاصل کردہ جانداروں کی تصاویر بھی شرعاً ممنوع تصاویر میں داخل ہیں۔ ۱۱۔ وی سی آر کے پروگراموں کے تصویر ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں تفصیل سوال ۸ کے جواب میں ذکر کر دی گئی۔

الجواب صحیح — واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ — محمد حسان

۱۴۱۹/۸/۳ھ — دارالافتاء دارالعلوم کراچی

البتہ عرب کے اکثر علماء کرام ٹیلی ویژن کی تصویر کو تصویر کے حکم میں نہیں مانتے۔ اس لئے وہ ٹیلیویژن پر اس پروگرا

جائز سمجھتے ہیں جس میں کوئی اور قباحت اور غیر شرعی انعال نہ ہو اور یہی وجہ ہے کہ وہ ٹیلی ویژن پر تبلیغ دین اور درس وتدریس کو جائز سمجھتے ہیں بلکہ بالفعل اس میں حصہ بھی لیتے ہیں۔

ان علماء کرام میں الشیخ یوسف القرضاوی، الدکتور عوض مفعود الشیخ محمد بخیت مفتی مصر، الشیخ عبداللہ بن زید ال محمود بھی جواز کے قائل ہیں اور سید سابق شامل ہے۔(۳۴) الشیخ محمد ابوالفتح البیانوی بھی انہیں علماء کرام میں سے ہیں جو ٹی وی کے جواز کے قائل ہیں۔(۳۵)

موجودہ دور میں اور عصر حاضر کی ضرورتوں کو پیش نظر رکھ کر ایک غیر جانبدار تحقیق اور موقف کو جناب راشد حسین ندوی صاحب نے پیش کیا ہے اور اس میں دینی و دنیاوی ضرورتوں کو پیش نظر رکھ کر اس کا شرعی محاسبہ کیا ہے۔جس کو من وعن شامل کیا جارہا ہے، البتہ کتابوں کے حوالوں کو اصل کتب کی طرف مراجعت کر کے جدید مطبع کے مطابق اس میں ردوبدل کیا جاتا ہے تاکہ قاری کیلئے ان کتابوں میں تلاش کرنے میں آسانی ہو، اور کہیں کہیں یہ مزید حلت پر دال ہونے والی ادلہ کو بیان کیا ہیں۔

دعوتی مقاصد کے تحت ٹیلی ویژن اسٹیشن قائم کرنا:

ٹی وی اور ریڈیو میں کئی چیزوں میں مماثلت ہے۔لیکن دونوں کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ ریڈیو کے پروگرام بغیر تصویر کے ہوتے ہیں اور ٹی وی میں تصویر بھی آتی ہے۔لہذا ریڈیو اسٹیشن کے قیام کے متعلق بحث کر لینے کے بعد ٹیلی ویژن سے متعلق صرف اتنا ہی کافی ہوگا کہ اس پر آنے والی تصاویر کا حکم بیان کر دیا جائے۔

تصویر کا حکم:

جہاں تک تعلق ہے ذی روح کی مطلق تصویر کا تو اس کے بنانے اور رکھنے کی ممانعت پر بہت سی احادیث وارد ہوئیں ہیں۔مثلاً ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿ان اشد الناس عذابا یوما القیامة المصورون﴾ (۳۶)

قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں مبتلا مصور ہوں گے۔

نیز ارشاد نبوی ﷺ ہے:

﴿قال الذین یضنعون الصور یعذبون یوم القیامة یقال لھم احیوا ماخلقتم﴾ (۳۷)

ہر مصور جہنم میں ہوگا، اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر کے بدلہ ایک جان پیدا کر دی جائے گی اور وہ اس کو جہنم میں عذاب دے گی۔

نیز ارشاد ہے:

﴿لاتدخل الملائکة بیتا فیه صورة﴾(۳۸)

فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہوں۔

انہیں جیسی احادیث کی بنیاد پر جمہور فقہاء کا اتفاق ہے کہ ذی روح کی تصویر بنانا اور رکھنا حرام ہے، چاہے وہ سایہ دار ہو یا مسطح ہو۔

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں:

وهذه الاحادیث صریحة فی تحریم تصویر الحیوان وانه غلیظ التحریم...... وهذا مذهب العلماء کافة (۳۹)

یہ حدیثیں حیوان کی تصویر بنانے کی حرمت اور اس کی شدت کے سلسلہ میں صریح ہیں۔ یہ تمام علماء کا مسلک ہے۔

البتہ الموسوعة الفقهیة میں امام مالک کا یہ مسلک نقل کیا ہے کہ ان کے نزدیک یہ حرمت صرف ان ذی روح تصاویر سے متعلق ہیں جو ذی جسم یا سایہ والی ہوں، مسطح تصویر حرام نہیں ہوگی۔

القول الثانی وهو مذهب المالکیة وبعض السلف ووافقهم ابن حمدان من الحنابلة انه لا یحرم من التصاویر الا ماجمع الشروط الآتیة :الشرط الاول :ان تکون صوره الانسان اوالحیوان مما له ظل، ای تکون تمثالا مجسدا، فان کانت مسطحة لم یحرم عملها، وذلك کالمنقوش فی جدار او ورق اوقماش بلیکون مکروها (۴۰)

دوسرا قول جو کہ مالکیہ اور بعض سلف کا مسلک ہے اور حنابلہ میں سے ابن حمدان نے ان کی موافقت کی ہے، یہ ہے کہ وہی تصاویر حرام ہیں جن میں مندرجہ ذیل شرطیں اکٹھی ہوں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ انسان یا حیوان کی تصویر سایہ والی ہو، یعنی جسم رکھنے والا مجسمہ ہو، چنانچہ اگر مسطح ہو تو اس کا بنانا حرام نہیں ہوگا، جیسے وہ تصویر جو دیوار، ورق یا کسی سامان پر منقوش ہو، بلکہ مکروہ ہوگا)۔

غالباً اسی قول کو بعض علماء عرب نے بھی اختیار کرلیا ہے۔ چنانچہ سید سابق ؒ کتاب ''فقہ السنۃ'' میں لکھتے ہیں:

کل ماسبق ذکرہ خاص بالصور المجسدة التی لها ظل، اما الصورة التی لاظل لها، کالنقوش فی الحوائط وعلی الورق والصورة التی توجد فی الملابس والستور والصور الفوتو غرافية فهذه کلها جائز. (۴۱)

جس کا ذکر ہوا ہے وہ ان جسم والی تصویروں کے ساتھ مخصوص ہے جن کا سایہ ہوتا ہے۔ رہیں وہ تصاویر جن کے سایہ نہیں ہوتا، جیسے دیوار اور ورق پر نقش تصاویر، اور وہ تصویریں جو ملبوسات اور پردوں میں پائی جاتی ہیں اور فوٹو گراف کی تصویریں، تو یہ سب جائز ہیں۔

اور علامہ یوسف القرضاوی لکھتے ہیں:

اما تصویر اللوحات و تصویر الفوتو غرافی فقد قدمنا ان الاقرب الی روح الشریعة فیهما هو الاباحة او علی الاکثر الکراهة، وهذا ما لم یشتمل موضوع الصورة نفسها علی محرم فی الاسلام. (۴۲)

جہاں تک تعلق ہے تختہ کی تصویر کا، اور فوٹو گرافی کی تصویر کا تو ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ ان میں روح شریعت سے اقرب اباحت کا ہونا ہے یا زیادہ سے زیادہ کراہت ہے اور یہ اس وقت تک ہے جب خود تصویر کا موضوع ہی اسلام میں حرام کردہ کسی چیز پر مشتمل نہ ہو۔

جہاں تک مالکیہ علماء کے علاوہ جمہور علماء کا تعلق ہے، تو انہوں نے حرمت مجسمہ اور غیر مجسمہ میں عام رکھی ہے۔ البتہ مختلف دلائل کی بنیاد پر چند چیزوں کو اس سے مستثنیٰ رکھا ہے۔

چنانچہ احناف کے نزدیک مستثنیات بقول صاحب ''الدر المختار'' مندرجہ ذیل ہیں:

ولا یکرہ او کانت تحت قدمیه او محل جلوسه، لانها مهانة (أو فی یده) عبارة الشمنی بدنه لأنها مستورة بثیابه (أو علی خاتمه) بنقش غیر مستبین (أو کانت صغیرة) لا تتبین فاصل أعضائها للناظر قائما و هی علی الارض او مقطوعة الراس

او الوجه او ممحوة عضو لاتعيش بدونه (او لغير ذی روح) لایکره. (۴۳)

تصویر اگر اس کے پیروں کے نیچے، یا محل جلوس میں ہو تو مکروہ نہیں ہوگی، اس لئے کہ اس سے اس کی اہانت ہوتی ہے۔ (فرمایا) یا غیر واضح نقش کے ساتھ اس کی انگوٹھی پر ہو (فرمایا) یا اتنی چھوٹی ہو کہ زمین پر موجود اس کے اعضاء کے جوڑے کھڑے ہو کر اس کی طرف دیکھنے والے پر واضح نہ ہو، یا اس کا سر یا چہرہ کٹا ہوا ہو یا ایسا عضو مٹا ہوا ہو جس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی یا غیر ذی روح کی ہو تو مکروہ نہیں ہے۔

لیکن یہ استثناء صرف اس طرح کی تصاویر کے رکھنے اور استعمال کرنے میں ہے، رہا ان کا بنانا تو اس میں ان تصاویر کا بھی استثناء نہیں ہے، چنانچہ علامہ شامی فرماتے ہیں:

هذا كله فی اقتناء الصورة، واما فعل التصاوير فهو غير جائز مطلقا، لانه مضاهاة لخلق الله تعالى. (۴۴)

یہ تمام تفصیلات تصویروں کے رکھنے سے متعلق ہیں، رہا تصاویر کا بنانا تو وہ مطلقاً ناجائز ہے۔ اس لئے کہ وہ اللہ کی صفت خلق سے مضاہاۃ (مشابہت کرنا) ہے۔

کیمرہ کی تصویر کا حکم:

اوپر گذر چکا ہے کہ علماء عرب نے مالکیہ کا قول اختیار کرتے ہوئے تمام غیر مجسمہ تصاویر (بشمول کیمرہ کی تصویر کے) کو جائز قرار دیا ہے۔ لیکن علماء ہند جمہور ہی کے مسلک پر کاربند ہیں، اسی لئے انہوں نے کیمرہ کے فوٹو کو بھی تصویر کی عام حرمت میں شامل رکھا ہے۔ چنانچہ مفتی شفیع صاحب نے اپنے رسالہ ''کشف الحجاب'' (مندرجہ جواہر الفقہ) میں تفصیل سے اس کو ثابت کیا ہے۔ (۴۵)

اور اس پر وارد ہونے والے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔

اور مفتی کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں:

تصویر کھینچا اور کھنچوانا ناجائز ہے، خواہ دستی ہو یا عکسی، دونوا تصویر ہیں اور تصویر کا حکم رکھتی ہیں۔ (۴۶)

لیکن علماء نے پاسپورٹ، لائسنس اور شناختی کارڈ جیسی ضروریات کے لئے فوٹو کھنچوانے کی اجازت دی ہے۔

مثلاً ''کفایت المفتی'' کا ایک سوال و جواب ملاحظہ ہو۔

سوال ا: تجارت کرنے کی غرض سے یا کوئی علم حاصل کرنے کی غرض سے سمندر پار کسی غیر ملک مثلاً جرمنی، مصر یا ولایت میں جانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

سوال ۲: اگر غیر ممالک میں جانا درست ہو تو وہاں جانے کیلئے پاسپورٹ بھی لینا پڑتا ہے۔ جس کے لئے اپنی تصویر کھنچوانی پڑتی ہے، کیا وہ تصویر کھنچوانی جائز ہے؟

جواب:۔(ا) جائز ہے۔ (۲) اگر سفر ضروری ہو تو تصویر کھنچوانی بھی مباح ہوگی ورنہ نہیں۔(۴۷)

ایک دوسرے سوال کے جواب میں ہے:

قلم سے یا کسی دوسرے طریقے سے تصویر بنانا یا بنوانا ہرگز جائز نہیں، لیکن سخت ضرورت یا قانونی مجبوری کے وقت جائز ہوگا، کیونکہ شریعت کا ایک مسلمہ قاعدہ ہے ''الضرورات تبیح المحظورات''. (۴۸)

لائسنس کے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

کسب معاش کی ضرورت اور مجبوری سے فوٹو کھنچوانا مباح ہے۔(۴۹)

اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں۔

ضرورت، مثلاً پاسپورٹ، شناختی کارڈ، بس و ریلوے پاس، مجرموں کی شناخت کے لئے تصویروں کی حفاظت یا کسی بڑی قومی مصلحت کے تحت تصویر کشی جائز ہوگی کہ دشواریوں کی وجہ سے احکام شرع میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔''المشقة تجلب التیسیر''۔(الاشباہ والنظائر)

ٹی وی میں آنے والی تصاویر کا حکم:

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب لکھتے ہیں: اہل علم کے درمیان ابھی یہ موضوع زیر بحث ہے کہ ٹی وی کی حیثیت تصویر کی ہے یا عکس کی اور وہ فی نفسہ جائز ہے یا ناجائز۔

احقر کو ٹی وی پر آنے والی تصاویر کو عکس قرار دینے والے علماء کے دلائل دیکھنے کا

موقع نہیں مل سکا، لیکن غور کرنے سے یہ بات ضرور سامنے آئی کہ اگر وہ حضرات اس کی تصویر کو آئینہ پر قیاس کرتے ہوں کہ جیسے آدمی جب آئینہ کے سامنے آتا ہے تو اس کا عکس آئینہ پر پڑ جاتا ہے اور آئینہ کے سامنے سے ہٹ جاتا ہے تو عکس بھی زائل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب آدمی مشین کے سامنے آتا ہے تو اس کا عکس تمام ٹی وی سیٹوں پر آجاتا ہے اور مشین کے سامنے سے ہٹ جاتا ہے تو اس کا عکس بھی زائل ہو جاتا ہے۔

تو اس میں اول تو یہی بات محلِ نظر ہے کہ مشین شخص کا عکس ڈائریکٹ تمام ٹی وی سیٹوں کی طرف ریلے کر دیتی ہے، یا پہلے کیمرہ فوٹو کھینچتا ہے، پھر کیمرہ کی ریل مشین میں جاتی ہے اور اس کے بعد اس ریلے کا عکس مشین تمام سیٹوں کی طرف ارسال کر دیتی ہے۔

اگر پہلی شکل ہوتی بھی تو یہ کلی نہیں ہوگی، اس لئے کہ بہت سے پروگرام پہلے ہی ترتیب دے لئے جاتے ہیں اور تصاویر کی ریل بھی تیار کر لی جاتی ہے اور میرا گمان یہ ہے کہ جن پروگراموں کو ڈائریکٹ نشر کیا جاتا ہے ان میں بھی پہلے کیمرہ فوٹو لیتا ہے اور فوٹو کی ریل مشین کے ذریعہ نشر کر دی جاتی ہے، اس لئے کہ جن پروگراموں کو براہ راست نشر کیا جاتا ہے ان میں سے بعض مثلاً کھیلوں کے نشر کرتے وقت کبھی کبھی خاص مقصد کے تحت دکھاتے ہوئے پروگرام کو سست رفتاری سے دوبارہ دکھایا جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ پروگرام اصلاً ریلے کے واسطہ سے دکھایا جارہا ہے۔

بہر حال اس امر کا فیصلہ تو ماہرین ہی کریں گے کہ ٹی وی میں دکھائے جانے والے پروگرام عکس کی حیثیت رکھتے ہیں، یا دراصل اس میں فوٹو کا فوٹو دکھایا جاتا ہے۔

اگر پہلی صورت فرض کر لی جائے تب تو ٹی وی میں پروگرام پیش کرنے اور دیکھنے میں وہی تفصیل ہوگی جو ریڈیو کے سلسلہ میں پہلے گذر چکی ہے۔ یعنی اس کی حرمت وحلت کا مدار خود پروگرام کی نوعیت پر ہوگا۔ اس لئے کہ شکل اول تسلیم کر لینے پر ٹی وی میں نظر آنے والا فوٹو تصویر نہیں بلکہ آئینہ، پانی اور تیل وغیرہ پر نظر آنے

والے عکس کی طرح ہوگا۔

اور دوسری شکل فرض کرنے پر اس کی حیثیت قریب قریب ''صورالخیال'' (خیال کی تصویر) جیسی ہوگی جس کا تعارف ''موسوعہ فقہیہ'' میں اس طرح کرایا گیا ہے۔

فانهم كانوا يقطعون من الورق صور اللاشخاص،ثم يمسكونها بعصى صغيرة ويحركونها امام السراج فتطبع ظلالها على شاشة بيضاء يقف خلفها المتفرجون فيرون ماهو فى الحقيقة صورة الصورة. (٥٠)

اس لئے کہ وہ ورق سے اشخاص کی تصویریں کاٹ لیتے تھے، پھر اس کو چھوٹے ڈنڈے کے ذریعہ روک لیتے تھے اور چراغ کے سامنے اس کو حرکت دیتے تھے، تو اس کا سایہ سفید پردہ پر ڈھل جاتا تھا، جس کے پیچھے تماشائی کھڑے ہوتے تھے اور وہ چیز دیکھتے تھے جو درحقیقت تصویر کی تصویر تھی۔

احقر کا خیال ہے کہ سینما یا ٹیلی ویژن کی تصاویر بھی اسی طرح دکھائی جاتی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ ''صورالخیال'' میں انداز بالکل سادہ تھا اور آج جدید ترین الیکٹرانک مشینوں کے ذریعہ یہ ممکن ہوگیا ہے کہ پہلے جس کو صرف ایک پردہ پر دکھایا جاتا تھا وہ آج بیک وقت لاکھوں پردوں پر شعاعوں کے ذریعہ منتقل کردیا جاتا ہے۔ اسی لئے صور خیال کی طرح ہی ٹی وی تصویر بھی ناجائز ہونی چاہئے۔

صور خیال کے متعلق علامہ شامی فرماتے ہیں:

كمثل صور الخيال التى يلعب بهاء لانها تبقى معه صورة تامة (٥١)

جیسے خیال کی وہ تصویریں جن سے کھیلا جاتا ہے، اس لئے کہ اس کے ساتھ مکمل تصویر باقی رہتی ہے۔ (لہذا ناجائز ہے)۔ اور اس دوسری شکل کے تسلیم کرلینے کے بعد اس کا معاملہ سینما جیسا ہوجاتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ علماء نے سینما پر قلم اٹھاتے وقت اس کی تصویروں کو بھی حرمت کا ایک سبب قرار دیا ہے۔ (٥٢)

ٹی وی کے متعلق احقر کی رائے:

لیکن احقر کے نزدیک مذکورہ مقاصد کے تحت ٹی وی مرکز قائم کرنے اوراس کے رکھنے اور دیکھنے کی تین وجہوں سے گنجائش ہوسکتی ہیں۔

ا۔ایک تو یہ کہ دعوت وتبلیغ کی اہمیت اور''امر بالمعروف ونہی عن المنکر'' کی تاکیدات کے پیش نظر تصویر کے متعلق امام مالک کا مسلک اختیار کرلیا جائے۔اس لئے کہ جیسا گذر چکا ہے دعوت وتبلیغ امت اسلامیہ پر فرض کفایہ ہے اور جن علاقوں کی بات کی جاتی ہے تو وہاں اتنی مصروف زندگی ہوتی ہے کہ لوگوں کو بات کرنے یا سننے کی بھی فرصت نہیں مل پاتی۔جس کی وجہ سے اس فرض کی ادائیگی میں دشواری ہوتی ہے۔نیز وہاں پرٹی وی وغیرہ کا چلن عام ہونے کے سبب اس کو اہمیت بھی دی جاتی ہوگی، عام انداز میں بات پیش کرنے سے نسبتاً کم فائدہ ہوتا ہوگا،اس لئے جہاں بہت سے مواقع پر فائدہ''المشقة تجلب التيسير''(۵۳) کے تحت امام مالک کا مسلک اختیار کیا گیا،یہاں پر بھی''الحرج مدفوع شرعاً'' کے پیش نظر مالکیہ کا مسلک اختیار کرنے میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی۔

۲۔اوپر گذر چکا ہے کہ پاسپورٹ جیسے مقاصد کے تحت''الضرورات تبيح المحظورات'' اور''المشقة تجلب التيسير'' جیسے قواعد فقہیہ کو بنیاد بنا کر ان علماء نے بھی فوٹو کھنچوانے کی اجازت دی ہے۔جو فوٹو کے مطلقاً حرام ہونے کے قائل ہیں۔ظاہر ہے کہ یہ انسان کی ضرورت یا حاجت ہی کے پیش نظر ہے اور یہ بات مسلمہ ہے کہ انسان کی ضرورت جس طرح جان ومال سے متعلق ہے،اسی طرح دین سے متعلق ہے۔

چنانچہ عبدالوہاب خلاف لکھتے ہیں:

> الامور الضرورية للناس ترجع الى خمسة اشياء الذين والنفس والعقل والعرض والمال(۵۴)
>
> لوگوں کے ضروری امور پانچ چیزوں کی طرف راجع ہیں،دین،جان،عقل،آبرو اور مال۔

لہذا جس طرح جان ومال کی حاجت سے فوٹو کی اجازت دی گئی ہے،دین کی حفاظت کے لئے بھی اس کی اجازت ہونی چاہیئے۔اس لئے کہ مفسدہ اس کی اجازت دینے میں بھی ہے کہ ایک حرام کا ارتکاب لازم آئے گا،اوراس کی ممانعت میں بھی ہے کہ اس کی وجہ سے بہت بڑا طبقہ دینی دعوت سے محروم ہوجائے گا۔لہذا''أهون البليتين'' کو اختیار کرتے ہوئے جواز کو ترجیح دی جاسکتی ہے۔اس لئے کہ عدم جواز کی وجہ سے پیدا ہونے والا مفسدہ زیادہ عام اور زیادہ باعث ضرر ہے کہ اس کی وجہ سے ایک بڑے طبقہ کے دین حنیف سے محروم رہ جانے،بہت سے علاقوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ٹھپ

ہو جانے کا خطرہ ہے۔اور جیسا کہ مشہور قاعدہ ہے۔کہ

"اذا تعارض مفسدتان روعی اعظمهما ضررا بارتكاب اخفهما "

جب دو مفاسد میں تعارض ہو جائے تو دونوں میں اخف کا ارتکاب کر کے ضرر میں زیادہ بڑے مفسدہ کی رعایت کی جائے گی۔اس کے اور بھی کئی نظائر موجود ہیں۔

مفتی رفیع عثمانی صاحب مدظلہ العالی اس مضمون پر حاشیہ لگاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

آپ ﷺ کا دعوتِ دین کی خاطر سوق عکاظ وغیرہ میں تشریف لے جانا، حالانکہ وہ اسواق مشرکانہ رسوم پر بھی بظاہر مشتمل ہوتے تھے۔

اور ایک بات یہ بھی ہے کہ پچھلی امتوں میں یہ حرام نہ تھی،اس امت پر سدِ ذریعہ وشرک ہونے کے باعث حرام کی گئی۔(یعنی تصویر کی حرمت لذاتہ نہیں بلکہ بطورِ سدِ ذریعہ کے ہے۔(۵۵)

اور یہاں پر جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا زیادہ مفسد عدم جواز کا حکم لگانے میں ہے،اس لئے کہ جواز کا حکم لگانے میں جو مفسدہ ہو سکتا ہے،وہ امام مالک کے اختلاف کے پیش نظر اس کے مجتہد فیہ ہو جانے،نیز بہت سے علماء عرب کی جانب سے تائید پا لینے کے بعد ہلکا ہو چکا ہے،جبکہ عدم جواز کی بنیاد پر پیدا ہونے والا مفسدہ علی حالہ قائم ہے۔

۳۔حدیث شریف میں آگ کے ذریعہ سزا دینے سے منع فرمایا گیا ہے۔

﴿فانه لایعذب بالنار الارب النار﴾ (۵۶)

اس لئے کہ آگ سے عذاب صرف آگ کا رب ہی دے گا۔

اس کے باوجود فقہاء نے جنگ کی حالت میں کفار کو جلا ڈالنے کی اجازت دی ہے۔

ونحاربهم بنصب المجانيق وحرقهم وغرقهم الخ (۵۷)

(وحزفهم) الظاهر ان المراد حرق ذاتهم بالمنجانيق(۵۸)

ہم ان سے منجنیق نصب کر کے اور جلا کر اور ڈبو کر جنگ کریں گے اور ظاہر یہ ہے کہ جلانے سے مراد خود ان کا جلانا ہے۔

اور آیت کریمہ ہے۔

﴿واعدوالهم ماستطعم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدوالله﴾ (۵۹)
واعدوا کے تحت صاحب روح المعانی لکھتے ہیں:

وانت تعلم ان الرمی بالنبال الیوم لایصیب هدف القصد من العدولانهم استعملوا الرمی بالبندق والمدافع ولایکاد ینفع معهما لنبل، واذا لم یقابلوا بالمثل عم الداء العضال واشتد الوبال والنکال وملك البسیطة أهل الکفر والضلال فالذی اراه والعلم عند الله تعالیٰ تعین تلك المقابلة علی ائمة المسلمین وحماة الدین ،ولعل فضل ذلك الرمی یثبت لهذا الرمی لقیامة مقامه فی الذب عن بیضة الاسلام ولا اری مافیه من النار للضرورة الداعیة الیه الا سبیا للفوز بالجنة(۶۰)

اورتم جانتے ہو کہ تیر اندازی دشمن سے جو مقصود ہے اس کی غایت نہیں پا سکے گی۔ اس لئے کہ وہ بندوق اور توپ کے ذریعہ گولے پھینکتے ہیں اور اس کے ساتھ تیر مشکل ہی سے مفید ہوں گے۔ اور جب ان کا ترکی بہ ترکی مقابلہ نہ کیا جائے تو مہلک مرض عام ہوجائے گا (فرمایا) لہذ اس بابت جہاں تک میں سمجھتا ہوں (اور علم تو صرف اللہ کے پاس ہے) کہ مسلمانوں کے ائمہ اور حامیان دین پر یہ مقابلہ متعین ہے اور شاید اس رمی (گولی وغیرہ چلانے کی فضیلت اس رمی (تیراندازی) کی وجہ سے ثابت ہوجائے گی، اس لئے کہ اسلام کی آبرو کی طرف سے دفاع کرنے میں یہ اسی کے مقائم مقام ہے اور اس میں جو آگ ہے، ضرورت کی وجہ سے میں اسے جنت کے حصول کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔

اور حالات پر نظر رکھنے والوں سے یہ مخفی نہیں ہے کہ ذرائع ابلاغ اور میڈیا عصر حاضر میں سرد جنگ کا سب سے موثر ہتھیار بن چکے ہیں۔ لہذا باطل سے نبرد آزما ہونے کے لئے اس دور میں ان کا استعمال کرنا ناگزیر ہو چکا ہے، لہذا جس طرح معرکہ سیف وسنان کے وقت ''ضرورت'' کے پیش نظر بعض ان امور کی اجازت دی گئی جو اپنی اصل کے اعتبار سی ممنوع ہیں، اسی طرح اس معرکہ ''قرطاس وقلم'' کے وقت بھی ''ضرورت''، ہی کے تحت بعض ان چیزوں کی اجازت دی جاسکتی ہے جو عام حالات میں

جائز نہیں ہیں، اس لئے کہ اس معرکہ کی سنگینی کسی طرح بھی پہلے معرکہ سے کم نہیں ہے، اس کی شدت کا اندازہ صرف اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ الیکٹرانک میڈیا پر قابض ہونے کی وجہ سے انگلیوں پر گنے جانے والے یہودی آج جس کو چاہتے ہیں اوج ثریا پر پہنچا دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں رسوائیوں کے دلدل میں گرا دیتے ہیں۔

خلاصہ کلام:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تصویر کے ساتھ لزوم کی وجہ سے ٹیلی ویژن پر پروگرام پیش کرنا اصلاً درست نہیں ہے، لیکن اگر ضرورت کے پیش نظر امام مالک کا مسلک اختیار کرلیا جائے یا اس کو بھی اسی طرح کی اجازت اور حاجت قرار دیا جائے، جن کی بنیاد پر پاسپورٹ وغیرہ کے لئے فوٹو کھنچوانے کی اجازت ہوتی ہے یا الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ یلغار کو معرکہ حق و باطل قرار دیا جائے تو مندرجہ مقاصد کے تحت احقر کے نزدیک ٹیلی ویژن مرکز قائم کرنا درست ہوگا۔ بشرطیکہ ان تمام محرمات سے احتراز کیا جائے جو بذات خود حرام ہیں۔ (مثلاً اس میں باجہ کا استعمال اور عورتوں کے ذریعہ پروگرام کا ترتیب دینا وغیرہ)۔

کیسٹ تیار کرنے کا حکم:

(الف) جہاں تک ٹیپ ریکارڈ کے لئے کیسٹ تیار کرنے کا تعلق ہے تو احقر کے نزدیک مذکورہ مقاصد کے لئے ان کا تیار کرنا جائز بلکہ دعوت و تبلیغ کے دوسرے ذرائع کی طرح ایک ذریعہ ہونے کی وجہ سے بہتر اور مستحسن ہے، اس کی تفصیلات نمبر ایک کے ذیل میں گذر چکی ہیں، اس لئے الگ سے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔

(ب) جہاں تک ویڈیو کیسٹ تیار کرنے کا تعلق ہے تو اس میں چونکہ تصاویر کا آنا لازم ہے، لہذا جمہور فقہاء کے نزدیک اس کا تیار کرنا درست نہیں ہوگا، البتہ امام مالکؒ کے مسلک کے مطابق اس کی گنجائش ہوگی۔

احقر کے نزدیک دعوتی ضروریات کے پیش نظر امام مالک کا مسلک اختیار کرنے کی گنجائش ہے یا جس طرح معاشی اور دنیاوی ضروریات و حاجات کے پیش نظر پاسپورٹ وغیرہ کے لئے فوٹو کھنچوانے کی اجازت ہے، اسی طرح دینی ضروریات کے تحت فوٹو کھینچنے اور کیسٹ تیار کرنے کی اجازت دی جائے اور عام حکم سے اس کو مخصوص کرلیا جائے۔

یا ذرائع ابلاغ کے ذریعہ عصر حاضر میں حق و باطل کے درمیان معرکہ آرائی کو معرکہ سیف و سنان پر قیاس کرلیا جائے اور جس طرح آگ کے ذریعہ عذاب دینے کی ممانعت کے باوجود منجنیق سے آگ پھینکنے، گولہ باری کرنے اور توپ چلانے کو خاص ضروریات کی وجہ سے جائز قرار دیا گیا ہے، اسی طرح ان ذرائع کو جائز قرار دیا جائے کہ موجودہ زمانہ میں بغیر ان ذرائع کو اپنائے ہوئے اس میدان میں اہل باطل کا مقابلہ کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔

(ج،د) رہا سی ڈی اور سافٹ ویئر وغیرہ کا مسئلہ تو جہاں تک میری معلومات میں ہے ان میں جو عبارات اور مواد بھر دیا

جاتا ہے وہی آتا ہے، سادہ عبارت بھی اس میں بھری جاسکتی ہے اور تصاویر بھی شامل کی جاسکتی ہیں تو جہاں تک سادہ عبارات کا تعلق ہے تو ان کے استعمال میں احقر کو کوئی قباحت نظر نہیں آتی، نہ ہی سی ڈی وغیرہ تیار کروانے یا کرنے میں کوئی قباحت نظر آتی ہے، بلکہ میرے خیال میں تو ان ذرائع سے اسلامی فکر کو عام کرنا اور امہات کتب سے استفادہ اور افادہ زیادہ آسان اور سہل ہوگیا ہے۔

اور صرف اس خیال سے اسے ممنوع قرار دینا کہ ان کا استعمال زیادہ تر غلط مقاصد کے لئے ہورہا ہے، احقر کے نزدیک صحیح نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اس منطق کی روسے تو بہت سی ایسی چیزوں کو ممنوع قرار دینا پڑے گا جن کے جواز پر علماء امصار متفق نظر آتے ہیں۔

اور اگر اس میں تصاویر بھی استعمال کی جائیں تو اس کی تفصیل نمبر دو میں مذکور تفصیلات کے مطابق ہوگی۔(٦١)

انٹرنیٹ اور دعوت وتبلیغ:

جس طرح اخبار، کتب، ریڈیو، ٹی وی، سیٹلائٹ، ڈش اور دوسرے ذرائع ابلاغ دعوت کے میدان میں اہم کردار ادا کررہے ہیں، حال ہی میں ایک نیا ہتھیار اس میدان میں داخل ہوا اور ایک نئے انداز سے اسلام اور اساس میں اسلام پر حملوں کا سبب بن رہا ہے اور وہ ہے انٹرنیٹ۔ یہ خالصتاً ایک سائنس اختراع ہے اور اس کا مقصد متعین کرنا مکمل طور پر اس سے کام لینے والے کی ذمہ داری ہے۔

انٹرنیٹ کے بارے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ بذات خود نہ تو کوئی سافٹ ویئر ہے اور نہ ہی کوئی ہارڈ ویئر ہے بلکہ ہزاروں لاکھوں کمپیوٹروں کے باہمی ربط کا نام ہے۔ یہ نہ تو کسی ایک آدمی کے لئے ہے اور نہ ہی کسی فرد واحد کی ملکیت ہے۔ اور نہ ہی ہم کسی ایسے شخص یا ادارہ کا تصور کرسکتے ہیں جو انٹرنیٹ کو چلا رہا ہے۔ آسان ترین لفظوں میں یوں کہہ لیں کہ یہ ایک طریقہ کار ہے جس کو استعمال کرتے ہوئے مختلف کمپیوٹروں کے ذریعے لوگ ایک دوسرے سے منسلک ہوتے ہیں۔ اس کے لئے انٹرنیٹ استعمال کرنے والے کے لئے صرف یہ کرنا ہوتا ہے کہ اس وسیع نیٹ ورک کا حصہ بننے کے لئے وہ انٹرنیٹ سروس پرووائیڈر سے کنکشن لیں۔

انٹرنیٹ کا دعوتی مقاصد کے لئے استعمال:

انٹرنیٹ صرف اپنے خیالات کو پھیلانے اور مختلف مقاصد کے لئے استعمال کرنے کا ایک آلہ ہے، اس پر باطل اقوام کی اجارہ داری قائم ہوجانے کی وجہ سے اس کے اکثر پروگرام اسلام کے مخالف نظر آتے ہیں، لیکن صرف اسی بنیاد پر اسے شجر ممنوعہ قرار دینا درست نہیں ہوسکتا، ہم کو

چاہئے کہ ہم بھی اپنے صحیح پروگرام سے اس کومزین کریں اور اس کے ذریعہ متلاشیان حق کو صحیح غذا پہنچانے کا بندوبست کریں۔

لہذا اس کا استعمال نہ صرف یہ کہ درست ہے بلکہ دعوت کے وجوب کی وجہ سے اس کا استعمال مذکورہ مقاصد کے تحت مستحسن اور مستحب ہوگا۔

اس لئے کہ یہ دعوت وتبلیغ کا ایک موثر ذریعہ ہے۔

اور اگر اس میں فوٹو کے استعمال کی ضرورت پیش آئے تو اس کے حکم کے بارے میں وہی تفصیل ہے جو ٹی وی کے بحث میں گزر چکی ہے۔

سابقه تمام قسطوں کے مراجع ومصادر ملاحظه هو:

﴿۱﴾ صحافت کیا هے بحواله اسلام کا قانون صحافت۱/۱۳۰.)

﴿۲﴾ بحث و نظر جلد ۸شماره ۲۸ صفحه ۱۰۴.۱۰۶.

﴿۳﴾ آلات جدیده کے شرعی احکام مفتی شفیعؒ صفحه ۱۷ اداره المعارف کراچی نمبر۱۴ ۱۹۹۹م.

﴿۴﴾ ردالمحتار علی الدر المختار کتاب الحظروالاباحة،۳۵۰/۶

﴿۵﴾ ردالمحتار علی الدر المختار ,کتاب الحظروالاباحة ،۳۴۹/۶

﴿۶﴾ شرح الاشباه والنظائر مع شرح الحموی،للعلامة زین العابدین بن ابراهیم المعروف بابن نجیم الحنفی ۱۰۲/۱،ادرةالقرآن والعلوم الاسلامیه کراچی ۱۴۱۸ھ

﴿۷﴾ شرح الاشباه والنظائر مع شرح الحموی ۱۰۳/۱

﴿۸﴾ امداد الفتاوی۲۴۶/۴.

﴿۹﴾ فتاویٰ رحیمه ، مفتی سید عبد الرحیم لاجپوری ،۲۶۹/۶، دار الاشاعت کراچی بلاسن

﴿۱۰﴾ بخاری ۲۲۲۰/۵حدیث۵۶۰۵و مسلم ۱۶۷۰/۳ حدیث نمبر۲۱۰۹

﴿۱۱﴾ مسلم ۱۶۶۵/۳، حدیث نمبر ۲۱۰۶

﴿۱۲﴾ مسلم۱۶۶۹/۳حدیث ۲۱۰۸ بخاری ۲۲۲۰/۵حدیث ۵۶۰۷.

﴿۱۳﴾ The Encyclopedia Britannica,8/127

﴿۱۴﴾ القرآن ۲۴:۴

﴿۱۵﴾ القرآن ۳۲:۱۷

﴿۱۶﴾ القرآن۲۴:۳۰،۳۱

﴿۱۷﴾ القرآن۳۳:59

﴿۱۸﴾ ابو داؤد،باب ما یو مر به من غض البصر، ۴۹۳، حدیث نمبر ۲۱۴۱

﴿۱۹﴾ ابوداؤدباب ما یو مر به من غض البصر، ۴۹۳، حدیث نمبر ۲۱۴۲

﴿۲۰﴾ الدرایه فی تخریج احادیث الهدایه ۲۲۵/۲، حدیث نمبر ۹۴۹(وقال الحافظ لم اجده وهذ الوعید ورد فیمن استمع الی حدیث قوم وهم له کارهون سب فی الیسریٰ الی آخره.

﴿۲۱﴾ دار القطنی ۲۳۰/۱، حدیث نمبر ۲

﴿۲۲﴾ شعب الایمان ۱۵٦/٦ ، حدیث نمبر۷۷۹٦

﴿۲۳﴾ مسند ابی عوانه ۲۳۸/۱ حدیث نمبر۸۰۷ دار المعرفه بیروت ۱۹۹۸م

﴿۲۴﴾ ابن ماجه ٦۱۸/۱ حدیث نمبر۱۹۲۱

﴿۲۵﴾ مسلم ۲۱۹۲/۴، حدیث نمبر۲۱۲۸

﴿۲٦﴾ نصب الرایة لاحادیث الهدایة لعلی المرغینانی، عبد الله بن یوسف الحنفی، ۲۴۰/٦ ، دارالحدیث مصر ۱۳۵۷ھ

﴿۲۷﴾ القرآن ٦۳: ۸

﴿۲۸﴾ القرآن ۳۲

﴿۲۹﴾ القرآن۲۴:۱۹

﴿۳۰﴾ القرآن۴۲: ۳۱

﴿۳۱﴾ (ابوداؤد،۴۴۴، حدیث نمبر ۴۰۳۱

﴿۳۲﴾ بحث و نظر ،جلد ۸،شماره نمبر ۲۸،ص ۱۰۴،۱۰٦

﴿۳۳﴾ رجسٹر بترتیب. جلد ۹۷. استفتاء نمبر ۴۷

﴿۳۴﴾ الحلال و الحرام فی الاسلام الشیخ یوسف القرضاوی ۱۱۳/۱ المکتب الاسلامی مصر ۱۹۴۹م و مجموعه رسائل ۳۹٦/۲وزارةا لشؤن الاوقاف قطر فقه والسنة از سیدسابق صفحه ۳۱/۱ دارالفکر یروت ۱۹۸۳ئو التلفزیون بین المنافع والاضرار ،۴۵/۱ مکتبة المنار الاردن ۱۹۸۵م

﴿۳۵﴾ المدخل الی علم الدعوة از محمد ابوالفتح البیانوی ص ۳۱۸/۲ مؤسسه الرسالة بیروت ۱۹۹۳م

﴿۳٦﴾ بخاری ۲۲۲۰/۵حدیث۵٦۰۵و مسلم ۱٦۷۰/۳ حدیث نمبر۲۱۰۹

﴿۳۷﴾ مسلم۱٦٦۹/۳حدیث ۲۱۰۸ بخاری ۲۲۲۰/۵حدیث ۵٦۰۷.

﴿۳۸﴾ مسلم ۱٦٦۵/۳، حدیث نمبر ۲۱۰٦

﴿۳۹﴾ شرح مسلم ۹۰/۱۴

﴿۴۰﴾ الموسوعه الفقهیه ،، ۹۳/۴، وزارة الاوقاف والشوان الاسلامیة الکویت ۱۴۲۰ھ

﴿۴۱﴾ (فقه السنة از السید سابق، ص ۳/۳۷۰، دارالفکر بیروت ۱۹۸۳م)

﴿۴۲﴾ الحلال و الحرام فی الاسلام ۱/۱۳۲

﴿۴۳﴾ الدرالمختار ، محمد أمين الشهير بابن عابدين ، ۱/۶۴۸، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی بلا سن

﴿۴۴﴾ الدرالمختار ۱/۶۵۰

﴿۴۵﴾ جدید مسائل کے شرعی احکام ، مفتی محمد شفیع، ۳۹، مکتبہ تفسیر القران ،جامع مسجد دیوبند انڈیا بلاسن وتصویر کے شرعی احکام ، مفتی محمد شفیع ،ادارة المعارف کراچی صفحہ نمبر ۲۹، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹م

﴿۴۶﴾ کفایت المفتی ۹/۲۲۲

﴿۴۷﴾ کفایت المفتی ۹/۲۲۴

﴿۴۸﴾ کفایت المفتی ۹/۲۲۴

﴿۴۹﴾ کفایت المفتی ۹/۲۲۴

﴿۵۰﴾ الموسوعه الفقهیه ، ۱۲/۹۳،

﴿۵۱﴾ الدرالمختار ۱/۶۴۹

﴿۵۲﴾ بحواله بحث و نظر مدیر مجاهد الاسلام قاسمی شماره ۴۸۳ ج ۱۲/۱۲ نئی دهلی انڈیا وجدید فقهی مسائل ، مولنا خالد سیف الله رحمانی صفحه ۱۹۰،مکتبه فاروقیه لاهور بلا سن امدادالفتاویٰ ۴/۲۵۷مکتبه دارالعلوم کراچی ۱۴۱۵ھ

﴿۵۳﴾ الاشباه مع شرح الحموی للاما م تاج الدين عبدالوهاب على عبد الكافی السبكی ۱/۴۸،دار الكتب العلمية بيروت

﴿۵۴﴾ علم الفقه ،عبد الوهاب خلاف ، ۱/۲۰۰،بحث و نظر مدیر مجاهد الاسلام قاسمی شماره ۴۸۳جلد ۱۲/۱۲

﴿۵۵﴾ بحث نظر ، جلد۱۲/۱۲ شماره ۴۸۳

﴿۵۶﴾ ابوداؤ ۳/۵۴ باب فی کراهية حرق العدو النار حديث نمبر ۲۶۷۳و آلاحادو المثانی احمد بن عمرو بن الضحاك الشيبانی ۴/۳۴۰ حديث نمبر ۲۳۷۲۲۲ دار الريه الرياض ۱۹۹۱م

﴿۵۷﴾ ردالمحتار على الدر المختار ۴/۱۲۹

﴿۵۸﴾ ردالمحتار على الدر المختار ۴/۱۲۹

﴿۵۹﴾ القرآن۸:۶۰

﴿۶۰﴾ روح المعانی ۵/۲۲۰

﴿۶۱﴾ بحث نظر ۱۲/۱۲ جلد شماره ۴۸۳